قبلہ ابا جان رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: صاحبزادہ عمید الرحمان عثمانی

آج علی الصبح تلاوت قرآن پاک پڑھ کر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دم قبلہ ابا جان حضرت مفکر ملت مفتی عتیق الرحمان عثمانی کی یاد آئی اور اس قدر آئی کہ میں ماضی کی یادوں میں کھو گیا اور ان یادوں میں قبلہ ابا جان کا سراپا شفقت بھرا سلوک نظروں کے سامنے آ گیا۔

مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمان عثمانی بہت بڑے عالم تھے مفکر تھے مدبر تھے اور زبردست متقی و پرہیز گار تھے ان کا زہد بن و تقویٰ صالحیت ضرب المثل تھے دین و مذہب کے سلسلے میں کسی بھی طرح اور کسی بھی حیثیت سے وہ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان میں تمام انسانوں سے بلا لحاظ مذہب و ملت رواداری اور محبت اور حسن وسلوک کے جوہر نمایاں دیکھنے میں ملتے تھے۔ وہ اسلامی علوم وفنون اور عربی زبان وادب پر گہری نظر و واقفیت رکھتے تھے مگر اس کے باوجود ان میں اپنے علم پر تکبر و پندار نہ تھا۔ ہر ایک سے چاہے وہ عالم ہو یا جاہل وان پڑھ خندہ پیشانی اور اپنے کو چھوٹا و کم سمجھتے ہوئے ملتے تھے مخاطب و مقابل کی عزت و تکریم کا خیال وہ ہر وقت مقدم رکھتے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ میرے علم و معلومات کے مطابق انکا کوئی بھی مخالف و دشمن نہ تھا۔ یہ بات دوسری ہے کہ بعض حضرات نے اپنے ذاتی یا وقتی مفادات کے پیش نظر حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کو نظر انداز یا فراموش کرنے میں اپنا نفع سمجھا لیکن اپنے کردار و عمل اور حسن سلوک سے

حضرت مفتی صاحبؒ نے ان کو اپنی ناپسندیدگی کا احساس نہ ہونے دیا جس سے خود بخود ذاتی مفاد پرستوں نے اپنے ضمیر کے اندر جھانک کر دیکھا تو اپنے ہی کو مجرم سمجھا اور اس طرح ان کے دل و دماغ میں حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں نیک و حسن ظن ہی پروان چڑھتا رہا۔

حضرت مفتی صاحبؒ میں بلا کی ذہانت تھی وہ ملت کا بڑا سے بڑا اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ بھی اس خوبی سے سلجھا دیا کرتے تھے کہ وہ مسئلہ اپنے آپ میں کوئی مسئلہ ہی نہیں رہتا تھا۔ ملت اسلامیہ ان پر جتنا بھی ناز کرے کم ہی ہے۔ آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے مصائب و مشکلات میں اس قدر اضافہ ہوا کہ اگر امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی اور مفکر ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ اپنی شب و روز محنت و لگن، دوراندیشی سے ان مصائب و مشکلات کے تدارک کے لیے کمربستہ اور مستعد عمل نہ ہوتے تو نہ معلوم ہندوستانی مسلمان تاریخ کے کس موڑ پر آج یاد کئے جاتے۔ ملک و ملت کے ان مخلص اور دردمند راہنماؤں نے برادرانِ وطن سے تحریک آزادی میں اپنی زبردست قربانیوں کا صلہ کبھی نہیں مانگا انہوں نے خود داری اور وقار کے ساتھ ان راہنماؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسلمانان ہند کے تمام مسائل خوش اسلوبی سے انجام دیئے جن کے ساتھ وہ جنگ آزادی میں ان کے شانہ بشانہ ان سے کہیں زیادہ آزادی ہند کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے قربانیاں پیش کر چکے تھے اور اس کا حال انھیں معلوم تھا۔ اس لیے ہندوستانی مسلمان بڑی حد تک ان راہنماؤں کے سایۂ راہنمائی میں اپنے کو مکمل طور پر محفوظ سمجھتے رہے ہیں۔ اور آزاد ہندوستان میں باوجود پاکستان کے وجود آنے کے عزت و توقیر کے ساتھ اپنے جائز حقوق منواتے ہوئے مسلمان موجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ موجود رہیں گے۔

مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ نے ۱۹۳۸ء میں دہلی میں ادارہ ندوۃ المصنفین قائم کیا جس کا مقصد ہندوستان میں علوم اسلامیہ شرقیہ عربیہ کی اشاعت کرنا تھا۔ اور اس میں انھیں زبردست کامیابی نصیب ہوئی۔ اردو عربی اور فارسی میں ادارہ ندوۃ المصنفین نے اپنے بانی مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کی سرپرستی میں وہ بھاری بھرکم لٹریچر شائع کیا جسے دیکھ کر پڑھ کر عالم اسلام کی بڑی بڑی مقتدر ہستیاں داد تحسین دینے پر مجبور ہوگئیں اور انھیں حیرت تھی کہ ہندوستان جیسے دور دراز ملک میں اسلامی علوم وفنون پر نایاب و نادر اور معیاری لٹریچر شائع ہوا۔ مفتی صاحبؒ کے خلوص لگن ایثار کی بدولت بڑے بڑے علما ادارہ ندوۃ المصنفین سے وابستہ ہونے میں فخر و شان محسوس کرنے لگے۔

جس طرح علم دین کی خدمت کے لئے انہوں نے ادارہ ندوۃ المصنفین قائم کیا اسی طرح ہندوستانی مسلمانوں کے لئے مسلم مجلس مشاورت کے نام سے ایک ایسا سیاسی پلیٹ فارم بھی ان کی کوششوں سے عالم وجود میں آیا جس نے ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستان میں اپنی اہمیت اور طاقت وقوت کا احساس دلایا اور جس کی سنجیدہ قیادت کو برادران ملک کے بڑے بڑے دانشوروں نے بھی تسلیم کیا۔ مفتی صاحبؒ کی زندگی نے وفا نہیں کی ورنہ ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد کا سانحہ پیش نہیں آتا۔ مگر یہ قدرت کا حکم تھا اور اس کے حکم کے آگے تو کسی کا بس چل ہی نہیں سکتا ہے۔

خیر یہ سب کچھ تو حضرت مفتی صاحبؒ کے ملک وملت کے لئے عظیم الشان کارنامے تھے ہی جس کا ذکر اس وقت خواہ مخواہ ہوگیا۔ میرا اپنے قبلہ آباجان حضرت مفکر ملت کی اس خانگی زندگی کا ذکر کرنا ہے جس سے ہم سب کا روزمرہ کا واسطہ وسابقہ پڑتا رہتا تھا۔ اور جب ان کی ان معنوں میں یاد آرہی ہے تو مجھے یہ کہنے دیجیے کہ حضرت قبلہ ابا جان (ہم سب بھائیوں کی زبان پر یہی نام ان کے لئے چڑھا ہوا تھا) ایک مثالی شوہر تھے ایک مثالی باپ تھے، ایک مثالی بھائی تھے اور ایک مثالی پڑوسی تھے۔ ہماری والدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ

مفتی صاحبؒ شروع ہی سے بڑے سیدھے شرمیلے اور بھولے تھے۔ ان کی ذات سے کبھی کسی کو کسی بھی طرح کی اذیت نہیں پہنچی بارہا ان کے گھر میں موجود خادموں سے بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں مگر انہوں نے ہمیشہ درگذر کیا بعض اوقات خادموں کی نافرمانیوں اور دانستہ غلطیوں کی وجہ سے ہم سب کو اور خود مفتی صاحبؒ کو بھی بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی تھی مگر جب خادموں سے باز پرس کا موقع آتا تو ان کی نرم مزاجی ان کے لئے سینہ سپر ہو کر ان کا دفاع ہی کرتی جس سے ہمیں ان پر جھنجھلاہٹ بھی ہوتی مگر احتراماً ہمیں خاموشی اختیار کرنی پڑتی۔ انہیں کبھی غصہ میں ہم نے نہیں دیکھا گھر میں دستک دے کر ہی داخل ہوتے۔ وہ ہر کام میں وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھتے اور ہمیں بھی وقت کی پابندی کرنے کی تاکید کرتے۔ نماز باجماعت مسجد میں جا کر ادا کرتے اور اس میں اس حد تک ان کی سختی تھی کہ اگر بیمار ہیں، بخار میں تپ رہے ہیں تب بھی مسجد ہی میں نماز باجماعت ادا کرتے کڑاکے کی سردی میں عشاء و فجر کی نمازیں مسجد میں ادا کرنے جاتے اور سنتیں یا دو نفل گھر آکر ادا کرتے۔ دعا میں خصوصیت سے خشوع و خضوع کے ساتھ دیر تک مشغول رہتے۔ والدہ مرحومہ فرماتیں تھیں کہ ہماری ازدواجی زندگی میں کبھی بھی ناچاقی نہ ہوئی رنجش اور کسی قسم کی ناراضگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا گھر میں روکھا سوکھا کھانا بھی ہوتا تو اسے بڑے شوق سے کھاتے۔ کھانے میں کبھی نقص نہیں نکالتے۔ گھر میں مہمانوں کا آنا جانا رہتا ہی تھا۔ مہمانوں کے ساتھ اتنی مصروف زندگی کے باوجود وقت اچھا خاصہ بتاتے تھے۔ ان کی ناز برداری میں لگے رہتے تھے بھائی سے برتاؤ بڑا ہی مشفقانہ رہتا تھا۔ اور بھائیوں کے بچوں کے ساتھ بڑا ہی شفیقانہ سلوک کرتے بیٹی داماد کی تربیت و خاطر داری میں لطف و حظ محسوس کرتے اپنے بچوں کے تمام مسائل سے آگاہی و واقفیت رکھتے۔ اور ان کی حسب عادت و قابلیت اپنے مفید مشوروں و ہدایتوں سے خیر خواہی و تربیت کرتے تھے۔ مایوسی اور بددلی کو وہ کفر کہتے تھے۔ جب میں امتحان میں بار بار فیل ہوتا رہا تو مجھے ایکدن انہوں نے بڑی مایوسی کی حالت میں سر پکڑے ہوئے دیکھا پوچھا بیٹا کیا ہوا تم کیوں پریشان ہو کیا فیل ہونیکی

دیکھے تم نے اپنی یہ پریشان کن حالت بنا رکھی ہے؟ تو سنو بیٹا! فیل ہونا واقعی اچھی بات نہیں ہے لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی تو ہے تمہیں ان ہی مضمونوں اور کتابوں کو زیادہ پڑھنے کا موقع ملے گا اس سے یقیناً تمہاری قابلیت میں اضافہ ہوگا لہذا اسے تم قدرت کی طرف سے اپنی قابلیت بڑھانے اور اس میں اضافہ کرنے کا ایک اور موقع سمجھو۔ اور جب میں نے ان کے یہ الفاظ سنے تو میری مایوسی اور پریشانی ایکدم ختم ہوگئی اور دل و دماغ تازہ ہوگیا۔ گھر کا کوئی بھی فرد بیمار ہوتا تو قبلہ آبا جان کی محبت و ممتا دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی حکیم یا ڈاکٹر کو بلواتے دوا خود پلاتے اور تیمار داری بھی دیر تک کرتے رہتے کسی کے سر میں درد ہوتا تو دبانے جاتے اور آیت قرآن پاک پڑھتے جاتے اپنے ہاتھوں سے پرہیزی کھانا کھلاتے۔ اور مرض سے شفایابی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں نفل شکرانہ ادا کرتے۔ اگر کبھی خود بیمار ہوتے تو اپنی خدمت کسی سے نہ لیتے بلکہ اپنی خدمت خود ہی حتی الامکان کرتے کسی کو بھی تکلیف دینا انہیں گوارہ ہی نہ تھا نماز جمعہ اور نماز عیدین کے لئے سب بچوں کو ساتھ لیجا کر جامع مسجد اور عیدگاہ میں ادا کرتے عید پر سب بچوں کو انکے حسب استحقاق عیدی دیتے۔ جب کوئی مہمان نہ ہوتا تو ناشتہ کھانا گھر ہی میں سب کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ کر کھاتے۔ قبلہ آبا جان کی تربیت نے سب بہن بھائیوں کو نماز پنجگانہ کا سخت پابند بنا دیا تھا چنانچہ فجر کی نماز کے لئے سب بہن بھائی اور والدہ صاحبہ ایک گھنٹہ قبل اٹھ کر بیدار ہو جاتے ضروریات سے فراغت کے بعد وضو کر کے نماز فجر ادا کرنے ہم سب بیٹوں کے ساتھ مسجد میں جاتے والدہ اور ہمشیرہ گھر ہی میں نماز ادا کرتیں نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن پاک کا التزام تھا اس کے بعد ہی ناشتہ وغیرہ کرتے۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد قبلہ آبا جان دفتر جا کر اخبارات کا مطالعہ کرتے اور آنے والوں سے ملاقات کرتے، ان سے گفتگو کرتے ان کے مسائل کا کوئی مفید مثبت حل بتلاتے، گھر میں جب بھی گھر کے افراد کے درمیان میں ہوتے تو سیرت رسول صلعم اور صحابہ کرام کے واقعات ایسے دلنشیں انداز

میں ہمیں سناتے کہ آج جب ہم انھیں یاد کرتے ہیں تو احترام و ادب کے ساتھ ہمارا سر جھک جاتا ہے اور دل سے ان کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ انکی شخصیت کے ذریعہ ان کے ملنے والوں نے ان کے عزیز و اقارب نے اللہ کے فضل سے بے انتہا فوائد حاصل کیے ہیں کتنے بے روزگاروں کو ان کے نام کی برکت اور سفارش سے سرکاری نوکریاں ملیں جو آج بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ جلیل القدر منصب ان کے ذریعہ حاصل کیے مگر کبھی انہوں نے اپنی اولاد کو کسی سفارش سے نہ نوکری دلوائی اور نہ کوئی کاروبار کرایا فرمایا کرتے تھے کہ اگر اولاد کسی قابل ہوگی تو خود بخود اللہ پاک انھیں انکے مرتبہ پر تفویض فرمائے گا۔ اور یہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا ہی فیض ہے کہ ہم نے قبلہ آبا جان کے نام کو کبھی ذاتی فائدہ کے لیے استعمال کرنا مناسب نہ سمجھا ان کی حد درجہ نرمی و شفقت ہی ہمارے لئے بیش بہا سرمایہ سے کم نہ تھی ایسے مشفق اور نیک دل اور نیک سیرت اور مثالی کردار والے باپ کے ہم بیٹے ہیں ہمارے لئے یہ ہی فخر و ناز کی بڑی بات ہے اور جسے ہم اپنی زندگی کے لیے بہترین سرمایہ سمجھتے ہیں اور انشاء اللہ سمجھتے رہیں گے!

حضرت قبلہ آبا جان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مجھ احقر راقم کو طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں رسالہ برہان اور ادارہ ندوۃ المصنفین دہلی کو حضرت مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ کے شایانِ شان قائم رکھنے کے لئے میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا حالانکہ حاسدین، مخالفین کے ناپاک منصوبے بھی اپنی جگہ خفیہ طریقہ سے جاری تھے رسالہ "برہان" دہلی میں اہل علم کے اسمائے گرامی شائع کیے جا رہے ہیں تو وہ بھی اسی وجہ سے کہ ایک تو ان پر حضرت مفتی صاحبؒ کی نظر التفات رہتی تھی دوسرے ان میں ہمیں مفتی صاحبؒ قبلہ کی خوشبو کی جھلک آتی ہے

بہر حال حضرت قبلہ آبا جان مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ اس صدی کی عظیم و نادر شخصیت و ہستی تھے جو اپنی عظیم الشان علمی قومی و ملّی خدمات کی بدولت مدتوں تک احسان و شکر گزاری کے ساتھ عوامی دلوں میں یاد رہیں گے۔ اور آنیوالی نسلیں انکے کارناموں پہ فخر محسوس کرتی رہیں گی۔